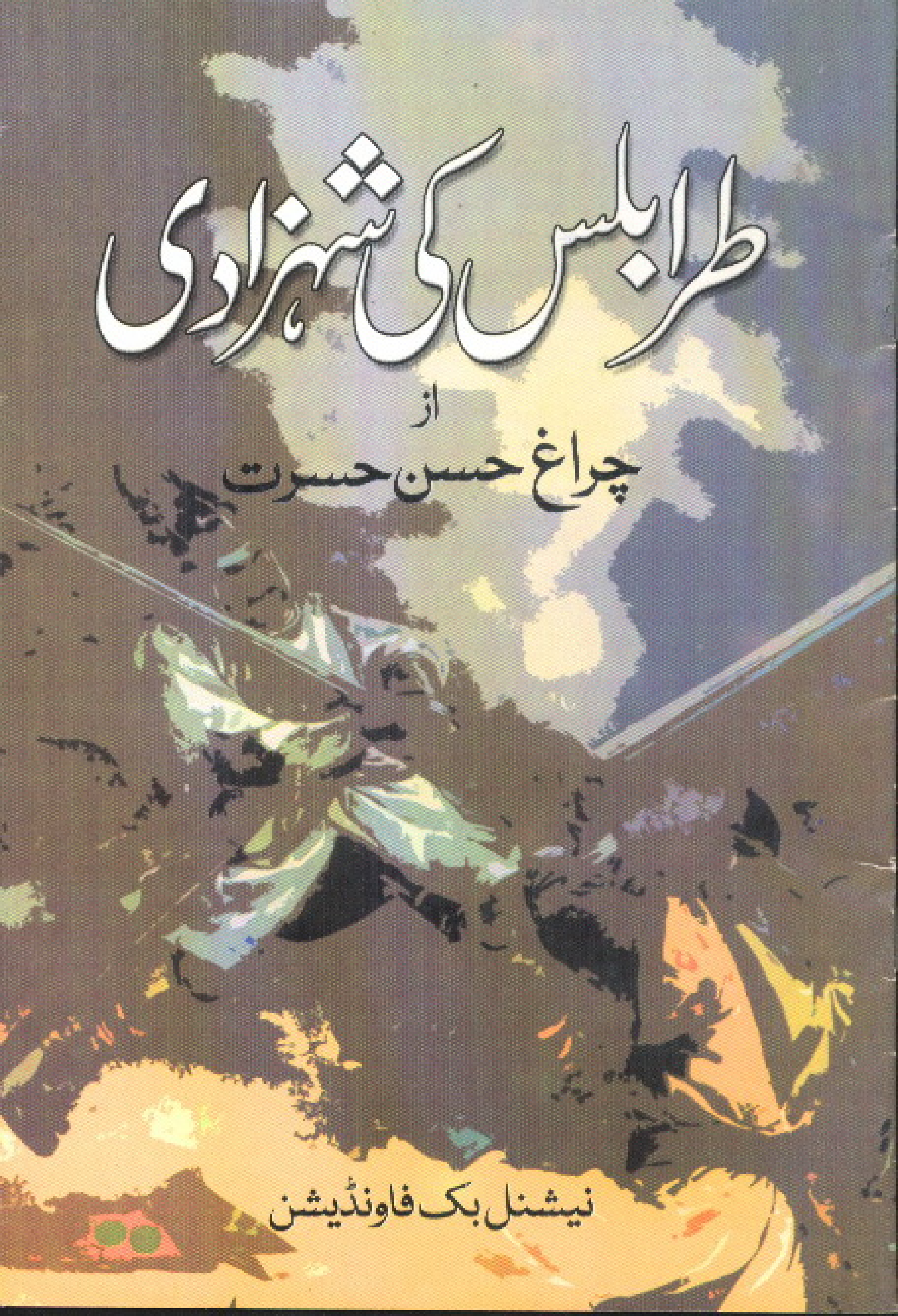


طرابلس کی شہزادی
از
چراغ حسن حسرت
نیشنل بک فاونڈیشن

طرابلس کی شہزادی

از

چراغ حسن حسرت

نیشنل بک فاؤنڈیشن

طبع اول 2006

تعداد 5050

ناشر .... نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

مطبع .... سگما پریس، راولپنڈی

کوڈ نمبر : سی ایل یو/ 129

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

28جون 1938ء کا دن تھا۔علامہ اقبالؒ کی مجلس میں کچھ لوگ حاضر تھے۔جن میں عبدالمجید سالک'چراغ حسن حسرت اوراحمد ندیم قاسمی بھی موجود تھے۔ دورانِ گفتگو علامہ اقبال نے اس بات کا اظہار کیا کہ:

"اگرکوئی خدا کا بندہ اس کام کا بیڑا اٹھائے اور مسلمان فرمان رواؤں 'عالموں'شاعروں'اورادیبوں کے حالات سیدھی سادی زبان میں اس طرح بیان کردیئے جائیں کہ عام لوگ بھی انہیں ذوق وشوق سے پڑھیں تو یہ اردو کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔"

علامہ اقبالؒ کی اس خواہش پر چراغ حسن حسرت نے بچوں کے لئے تاریخی کہانیاں اورسوانحی کتابچے تحریر کئے تھے۔ان چھوٹی چھوٹی کتابوں کا اندازِ بیان اورزبان نہایت سلیس اوردل نشیں ہے۔یہ کہانیاں معلومات اوردلچسپی کے عناصر سے بھری ہوئی ہیں۔ان میں بچوں کی تربیت اورتعمیرِ سیرت کے پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔کہانیاں پرلطف ہونے کے ساتھ سبق آموز بھی ہیں۔بچوں کواردو زبان سکھانے اورمزید مطالعہ کی طرف راغب کرنے میں بہت مفید ہیں۔

طرابلس کی شہزادی

(1)

افریقہ کے شمالی حصے میں طرابلس[1] کا ریتیلا ملک ہے۔ آج تو یہ ملک عیسائیوں کے قبضے میں ہے۔ مگر یہاں کوئی ساڑھے بارہ سو سال تک مسلمانوں کا قبضہ رہ چکا ہے۔ چنانچہ آج بھی یہاں جو لوگ بستے ہیں ان میں زیادہ تعداد عرب نسل کے لوگوں کی ہے۔

طرابلس تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ اس کے فتح ہونے کی کہانی بہت دلچسپ ہے۔

جس زمانے کا ذکر ہم کر رہے ہیں۔ اس زمانے میں مسلمان عرب سے نکل کر آس پاس کے تمام ملکوں میں پھیل چکے تھے۔ اور افریقہ کے ملکوں میں سے مصر ان کے قبضے میں آ چکا تھا۔ طرابلس چونکہ مصر کے پاس تھا۔ اس لئے جب مسلمانوں نے ایک ایک کر کے مصر کے سارے شہر اور قلعے فتح کر لئے۔ تو طرابلس کا حاکم جرجیس جو رومی نسل کا عیسائی تھا' بہت ڈرا۔ اور انہیں روکنے کی تدبیریں کرنے لگا۔

مسلمانوں کو طرابلس پر حملہ کرنے کا خیال بالکل نہیں تھا۔ جرجیس نے پہلے خود ہی چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ اس کے سپاہیوں کے دستے کبھی کبھی سرحد سے بڑھ کر مسلمانوں کے علاقے پر آ پڑتے تھے[2]۔ اور جب اپنے آپ میں مقابلہ کی ہمت نہ پاتے تھے تو سر پر پاؤں

1۔ لیبیا کے علاقے کا پرانا نام

2۔ حملہ کر دیتے تھے

رکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔

جب ان حملوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو جرجیس نے آس پاس کے بہت سے چھوٹے بڑے عیسائی سرداروں کو جمع کر کے مسلمانوں سے جنگ چھیڑنے کا ارادہ کرلیا۔ مصر کے حاکم کو اس کے ارادوں کو خبر ملی۔ تو اس نے حضرت عثمانؓ کو لکھا۔ کہ عیسائی سرحد پر مدت سے فوجیں جمع کر رہے ہیں۔ اور ان کے تیور بے ڈھب معلوم ہوتے ہیں۔ ادھر کچھ دن سے اس قسم کی بھی خبریں آرہی ہیں کہ عیسائی سرداروں نے مسلمانوں کو افریقہ سے نکالنے کا پکا ارادہ کرلیا ہے۔ اور انجیل[1] ہاتھ میں لے لے کر قسمیں کھائی ہیں۔ کہ جب تک اس علاقے میں ایک بھی مسلمان باقی ہے۔ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

حضرت عثمانؓ دل کے بہت نرم تھے۔ ان کا جی تو نہیں چاہتا تھا۔ کہ خدا کے بندوں کا خون بہے لیکن اس خط سے معلوم ہوتا تھا کہ اگر عیسائیوں کو روکا نہ گیا۔ تو مسلمانوں پر بڑی آفت آئے گی۔ اس لئے انہوں نے طرابلس پر فوجیں بڑھانے کا حکم دے دیا۔

جرجیس نے مسلمانوں کی فوجوں کو روکنے کی کوشش کی۔ کئی لشکر جن میں بڑے بڑے عیسائی بہادر شامل تھے۔ ان کے مقابلے پر بھیجے۔ لیکن وہ ان فوجوں سے لڑتے بھڑتے انہیں پیچھے ہٹاتے برابر بڑھتے چلے گئے۔ اور طرابلس کے شہر کے سامنے پہنچ کر رکے۔

عیسائیوں نے پہلے ہی ایسا انتظام کر رکھا تھا۔ کہ لڑائی پانچ چھ مہینے چھوڑ دو چار سال تک بھی ہوتی رہے۔ تو انہیں کھانے پینے کی کسی چیز کا توڑا[2] نہ ہو۔ سارے عیسائی سردار

---

[1] عیسائیوں کی مقدس کتاب
[2] کمی

اپنی اپنی فوجوں سمیت طرابلس میں موجود تھے۔ان کے ساتھ بہت سے قبیلے جو جنگلوں اور بنوں میں رہتے تھے۔اور اپنی بہادری کی وجہ سے دور دور مشہور تھے۔لوٹ مار کے لالچ اور انعام کی امید میں چلے آئے تھے۔

عیسائی اس فکر میں تھے۔کہ رات ہی کو مسلمانوں پر جا پڑیں۔لیکن اسلامی فوج کے سردار عبداللہ بن سعدؓ بڑے عقل مند شخص تھے۔انہوں نے ایسا انتظام کر رکھا تھا۔کہ ادھر طرابلس والے حملہ کا ارادہ کریں اور ادھر ساری فوجیں صفیں باندھ کر ان کے مقابلے پر جا ڈٹیں۔یہ رات تو آنکھوں میں کٹ گئی۔صبح ہوئی تو مسلمان طرابلس پر بڑھے۔اور حملہ کرتے رہے۔شہر والوں نے تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی کہ مسلمانوں کو ہٹنا پڑا۔

اسی طرح ایک دو لڑائیاں ہوئی تھیں۔کہ جرجیس شہر سے فوجیں سمیٹ کر برستی گھٹا کی طرح آ پہنچا۔

جرجیس کے آنے کی خبر سن کر طرابلس والوں کے حوصلے بڑھ گئے۔اور وہ شہر کے پھاٹک کھول نقارے بجاتے مسلمانوں کی فوج پر آ گرے۔ادھر سے مسلمان بھی نیزے تانے اور تلواریں سونتے بڑھے۔اور ایسے حملے کئے کہ دشمن کے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی۔مسلمانوں کا خیال تھا کہ جس طرح ہو سکے۔جرجیس کے آنے سے پہلے ہی شہر پر قبضہ کر لیں۔اور سچ مچ جس ڈھنگ سے لڑائی ہو رہی تھی۔اُس سے یہ معلوم ہوتا تھا۔کہ کوئی دم میں شہر کی دیواروں پر مسلمانوں کا سرخ پھریرا لہراتا نظر آئے گا۔کہ اتنے میں پاس کی پہاڑیاں' نقاروں کے شور اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سے گونج اٹھیں۔اور یہ خبر ہر طرف پھیل گئی کہ جرجیس آ پہنچا۔

عبداللہ بن سعدؓ نے اس وقت کچھ آدمیوں کو حکم دیا۔ کہ آگے بڑھ کر جرجیس کے لشکر کی تعداد اور پیچھے سے ملنے والی مدد کا حال معلوم کریں۔ پھر فوج کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ ایک حصے کو ساتھ لے کر جرجیس کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔

اتنے میں ہرکارے خبر لائے۔ کہ لشکر کی صحیح تعداد تو معلوم نہیں ہو سکی۔ ہاں جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ فوجیں ہی فوجیں دکھائی دیتی ہیں۔ قیاس کہتا ہے کہ ایک لاکھ سے اوپر ہو گا۔ اس فوج میں پیچھے سے اور چھوٹے چھوٹے دستے آ کر ملتے جاتے ہیں۔ لشکر آنے میں شام ہو گئی۔

جرجیس نے مسلمانوں کی فوج سے کچھ دور ہٹ کر پڑاؤ ڈالا۔ اور دور دور تک خیمے ہی خیمے نظر آنے لگے۔ ان خیموں کے بیچوں بیچ ایک اونچے ٹیلے پر جرجیس کا سرخ خیمہ تھا۔ جس کے اردگرد پہرہ دار ہاتھوں میں تلواریں لئے پشت پر ترکش اور گلے میں کمان ڈالے کھڑے تھے۔

جرجیس نے آتے ہی کچھ لوگ خبر لینے بھیجے کہ مسلمانوں کی فوج کتنی ہے؟ وہ کچھ دیر میں واپس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم نے اچھی طرح سارے لشکر کو دیکھا ہے۔ تیس ہزار سے زیادہ نہیں جرجیس یہ سن کر قہقہہ مار کر ہنسا۔ اور کہنے لگا۔ "بس اتنی فوج سے مسلمانوں نے اس ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے"۔

درباریوں میں ایک بوڑھا بھی تھا جس نے دنیا دیکھی تھی کہنے لگا۔ "اے سردار مانا کہ ہماری فوج مسلمانوں کے لشکر سے تگنی چوگنی ہے۔ مگر یہ عرب بلا کے لوگ ہیں کئی دفعہ انہوں نے اپنے سے تگنی فوجوں کو مار بھگایا۔ جب وہ گھوڑوں کو ڈپٹ، تلواریں سونت کر

آپڑتے ہیں۔ تو فوجیں کائی کی طرح پھٹ جاتی ہیں۔ اور ہر طرف بھاگڑ مچ جاتی ہے۔ عیسائی سرداروں نے انہیں ہرانے کے لئے بڑے بڑے جتن کیے۔ مگر کوئی تدبیر نہ چلی۔ ایران کا بادشاہ ترکوں اور کردوں کی فوج لے کر کئی دفعہ ان کے مقابلے کو بڑھا مگر شکست کھائی۔ اور باپ دادا کی سلطنت بھی چھنا بیٹھا"۔

جرجیس یہ سن کر بھڑک اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ "ان عربوں کو اب تک جن قوموں سے واسطہ پڑا ہے۔ انہیں عیش و آرام کی زندگی نے نکما کر دیا ہے۔ لیکن بربر کے یہ پہاڑی لوگ جنہیں میں عربوں سے لڑانے لایا ہوں۔ غضب کے جیوٹ[1] والے ہیں۔ آگ کے دریا میں کود پڑیں۔ اور ماتھے پر بل تک نہ پڑے۔ دیکھیں مسلمان ان کے مقابلے پر کیوں کر ٹھہرتے ہیں"۔

اور یہ بات سچی بھی تھی۔ مسلمانوں کے مقابلے میں اب تک جو قومیں آئی تھیں۔ ان میں بربری سب سے بہادر تھے۔ ان کا ملک عرب سے بہت ملتا جلتا ہے۔ ویسے ہی اونچے نیچے ٹیلے ہیں۔ ویسے ہی ریگستان اور پہاڑ۔ رہنے سہنے کے طریقوں اور خو بو[2] میں بھی یہ لوگ عربوں سے بہت ملتے جلتے تھے۔ ہاں اگر ان دونوں میں کوئی فرق تھا۔ تو صرف اتنا کہ عربوں کے دلوں کو ایمان کی روشنی نے نورانی کر رکھا تھا۔ اور بربری ابھی تک اپنے باپ دادا کے طریقوں پر قائم تھے۔

---

[1] بہادر لڑاکے

[2] عادتوں میں

کچھ عرصے تک فوجیں یونہی آمنے سامنے پڑی رہیں- دونوں طرف سے قاصد آتے جاتے رہے- صلح کی بات چیت ہوتی رہی- لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا- مسلمانوں نے صلح کی یہ شرط پیش کی تھی۔ کہ یا تو اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ ورنہ جزیہ دو- جرجیس نے یہ دونوں باتیں منظور نہ کیں- اور جنگ چھڑ گئی-

جب پچھلے پہر پورب[1] کی طرف صبح نے اپنا سرخ پھریرا لہرایا- تو جرجیس کے لشکر میں نقارے پر چوٹ پڑی- اور ساری فوج مسلمانوں پر سیلاب کی طرح بڑھی۔ ادھر شہر والوں نے بھی پھاٹک کھول دیے- اور تلواریں کھینچے نکلے- اس وقت مسلمانوں پر کڑا وقت تھا- دونوں طرف سے فوجیں بڑھ رہی تھیں- لیکن عبداللہ بن سعدؓ ذرا نہ گھبرائے اور لشکر کے سامنے کھڑے ہو کر اس زور کی تقریر کی۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں شہادت کا شوق موجیں مارنے لگا - اور ان کے چہرے سرخ ہو گئے۔ اسلامی فوج کے ایک حصے نے طرابلس والوں کو روکا۔ دوسرا جرجیس کے لشکر پر جا گرا-

جرجیس کی ایک لڑکی تھی بہت خوبصورت اور عقل مند- بڑے بڑے عیسائی سردار اسے اپنی بیوی بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اسے شادی کے نام سے نفرت تھی- اس لڑکی کو گھوڑے پر سوار ہونا اور تلوار چلانا بھی خوب آتا تھا- اور سپاہیوں کے جتنے کرتب تھے سب اسے اچھی طرح یاد تھے- اکثر لڑائیوں میں وہ باپ کے ساتھ رہتی- اور بڑی بہادری

---

[1] مشرق

سے لڑتی تھی۔ اس لڑائی میں وہ باپ کے ساتھ آئی تھی۔

عیسائی سردار فوج کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی لڑکی تھی۔ اس کے لمبے لمبے بال اس کے کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ چاند کا سا چہرہ تھا۔ اور اس کی نیلی نیلی آنکھیں ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ وہ فوج کو بڑھاوے دے دے کر لڑا رہی تھی۔ اور اس کی آواز سپاہیوں پر جادو کا اثر کر رہی تھی۔

مدت تک لڑائی کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ آخر عبداللہ نے اس زور کا حملہ کیا۔ کہ عیسائیوں کی صفیں ٹوٹنے لگیں۔ اور وہ برابر پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اس حالت میں عبداللہ کو شہر کی طرف سے شور سنائی دیا۔ ساتھ ہی ایک سوار گھوڑا اڑاتا نظر آیا۔ عبداللہ کے پاس پہنچ کر وہ گھوڑے سے کود پڑا اور کہنے لگا۔

"اے سردار! مبارک ہو کہ شہر فتح ہو گیا"۔ اس خبر نے مسلمانوں کی ہمتیں بڑھا دیں اور ان کی نظریں شہر کی طرف لگ گئیں۔ شہر سچ مچ مسلمانوں کے قبضے میں آ چکا تھا۔ اب وہاں مسلمانوں کا سرخ جھنڈا نظر آ رہا تھا۔ اگرچہ جرجیس کو یہ خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ پھر بھی اس کے دل کو اطمینان تھا۔ کہ میرے ساتھ بے حساب فوج ہے۔ مسلمان کب تک مقابلہ کر سکیں گے۔

دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی۔ عبداللہ بن سعدؓ بڑی عقلمندی سے فوج لڑا رہے تھے۔ انہوں نے فوج کو کئی حصوں میں بانٹ کر ہر حصے کو کسی نامی شہسوار کے حوالے کر دیا تھا جس حصے پر عیسائی فوج کا دباؤ دیکھتے تھے۔ وہاں گھوڑا اڑا کر خود جا پہنچتے تھے۔ اور اپنی جوشیلی تقریر سے سپاہیوں کے دلوں میں آگ سی لگا دیتے تھے۔ جرجیس نے جب یہ حال

دیکھا کچھ آدمیوں کو بھیجا- جنہوں نے ساری فوج میں پکار کر کہہ دیا کہ-" جو شخص مسلمانوں کے سردار کا سر لائے گا- اس سے شہزادی کا بیاہ کر دیا جائے گا' اور ساتھ ہی ایک لاکھ اشرفیاں اسے انعام میں ملیں گی"- اس لالچ نے عیسائی سپاہیوں پر بڑا اثر کیا- ہر شخص اسی فکر میں تھا کہ یہ انعام مجھ کو ملے- چنانچہ تھوڑی دیر میں یہ حالت ہو گئی کہ عبداللہ بن سعدؓ جدھر بڑھتے تھے- ساری فوج اس طرف جھک پڑتی تھی- کئی عیسائی بہادر ان پر گھوڑے اڑا کر جا پڑے۔ مگر انہوں نے سب کو مار گرایا- ایک دو دفعہ وہ عیسائیوں کے نرغے [1] میں بھی آ گئے- لیکن دہنے بائیں تلواریں مار کر عیسائیوں کو ہٹاتے صاف نکل گئے-

شام کو جب لڑائی ختم ہوئی اور دونوں لشکر ہٹ کر اپنی اپنی جگہ آئے- تو اسلامی فوج کے سرداروں نے عبداللہ بن سعدؓ سے کہا کہ" آج سے آپ اپنے خیمے ہی میں رہیں' اور یہیں سے لڑائی کے لئے ہدایتیں اور حکم احکام بھیجتے رہا کریں- کیونکہ آپ کی جان سخت خطرے میں ہے"- عبداللہ نے جواب دیا کہ" اگر میں خیمے میں پڑا رہا- تو لوگ کیا کہیں گے؟" وہ کہنے لگے-" جو چاہیں کہیں- ہم تو آپ کو آج سے میدان میں نکلنے نہیں دیں گے انہوں نے یہ باتیں کچھ اس طرح کہیں۔ کہ عبداللہ مجبور ہو گئے۔ اور میدان میں نکلنا چھوڑ دیا-

دوسرے دن گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ پاس کی پہاڑیاں اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھیں- ایک سپاہی گھوڑا مار کے گیا اور خبر لایا کہ حضرت عثمانؓ نے ہماری مدد کے لئے مدینے سے فوج بھیجی ہے- جس کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی

---

[1] گھیرے

حضرت زبیرؓ ہیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یہ کمکی فوج آ پہنچی۔ اور اس طرح زور دے کر عیسائیوں کی فوج پر جا گری کہ ان کے قدم اکھڑنے لگے۔ شام تک بڑے زور کی لڑائی رہی۔ جب جنگ ختم ہوئی۔ تو زبیرؓ نے لوگوں سے پوچھا ''عبداللہ کہاں ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ جرجیس نے ان کے سر پر انعام مقرر کر رکھا ہے۔ اس لئے وہ میدان میں نہیں نکلتے۔''

زبیرؓ یہ سن کر عبداللہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے۔ ''جرجیس نے جو چال چلی ہے۔ اس کا توڑ کرنا چاہو تو اسلامی فوج میں پکار کر کہہ دو۔ کہ جو شخص عیسائی سردار کا سر لائے گا اسے طرابلس کی شہزادی اور ایک لاکھ اشرفیاں انعام دی جائیں گی۔''

(3)

دوسرے دن بڑے گھمسان کا رن پڑا- عبداللہ بن سعدؓ نے فوج کے دو حصے کر دیئے تھے- ایک حصے کو خود لڑا رہے تھے- اور دوسرے حصے کے سردار حضرت زبیرؓ تھے- انہوں نے جرجیس کا سر لانے کے لئے انعام کا جو عدہ کیا تھا- اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سپاہی ہر طرف سے سمٹ کر اس طرف بڑھنے لگے- جہاں جرجیس سپاہیوں کے جھرمٹ میں کھڑا فوج کو لڑا رہا تھا- زبیرؓ نے بڑھ بڑھ کر کئی زور کے حملے کئے- اور صفوں کو الٹتے پلٹتے جرجیس کے پاس جا پہنچے- عیسائیوں کے سردار نے اپنے اردگرد لوہے کی دیواریں کھڑی کر رکھی تھیں- اسے سپاہیوں کا ایک دستہ جو سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا- گھیرے کھڑا تھا- زبیرؓ اور انکے ساتھی ان لوگوں سے لڑتے بھڑتے- اور انہیں ہٹاتے جرجیس کے سامنے جا پہنچے- جرجیس ایک اعلیٰ نسل کے گھوڑے پر سوار تھا- جس کی رنگت برف کی طرح سفید تھی- اس کا سارا جسم لوہے میں اس طرح چھپا ہوا تھا- کہ آنکھوں کے سوا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا- زبیرؓ کو اپنے سامنے پاکر اس نے تلوار کھینچی اور ان پر برس پڑا- مگر انہوں نے اس وار کو روک کر ایک ایسا وار کیا- کہ تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا پڑی' اب اس نے گرز اٹھایا- اور زبیرؓ پر وار کرنے کو تھا کہ انہوں نے بجلی کی طرح جھپٹ کر اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا- اور آن کی آن میں گرز چھین لیا- پھر دونوں ہاتھوں سے گرز اٹھا کر اس زور سے اس کے سر پر مارا کہ دم بھر میں خاک کا ڈھیر تھا-

یہ سب کچھ اس تیزی سے ہوا- کہ کوئی عیسائی بھی جرجیس کی مدد کو نہ پہنچ سکا- اس کے

مرتے ہی مسلمانوں نے زور سے تکبیر[1] کہی۔ جس سے ساری فضا گونج اٹھی۔ اور یہ خبر ہر طرف پھیل گئی۔ کہ جرجیس مارا گیا۔

جرجیس کے مارے جانے سے عیسائیوں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ کچھ لوگ بھاگ نکلے۔ جو باقی بچے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

ان قیدیوں میں طرابلس کی شہزادی بھی تھی۔ اس وقت اسے زمین و آسمان میں اپنا کہیں ٹھکانا معلوم نہ ہوتا تھا۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئی' چہرے کا رنگ اڑا ہوا' آنکھوں میں آنسو۔ عبداللہ نے اس سے بڑا اچھا سلوک کیا۔ اور زبیرؓ سے کہا۔ کہ "یہ ایک لاکھ اشرفیاں اور طرابلس کی شہزادی آپ کا حق ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج ہی شہزادی سے آپ کا بیاہ کر دیا جائے۔"

زبیرؓ کچھ دیر چپکے بیٹھے کچھ سوچتے رہے۔ پھر کہنے لگے کہ "مجھے نہ اشرفیاں درکار ہیں نہ شہزادی"۔

یہ سن کر عبداللہ نے پوچھا۔ "آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہے۔ یہ لڑائی آپ کے ہاتھوں سر ہوئی ہے۔ اس لئے یہ انعام بھی آپ ہی کو ملنا چاہیے"۔

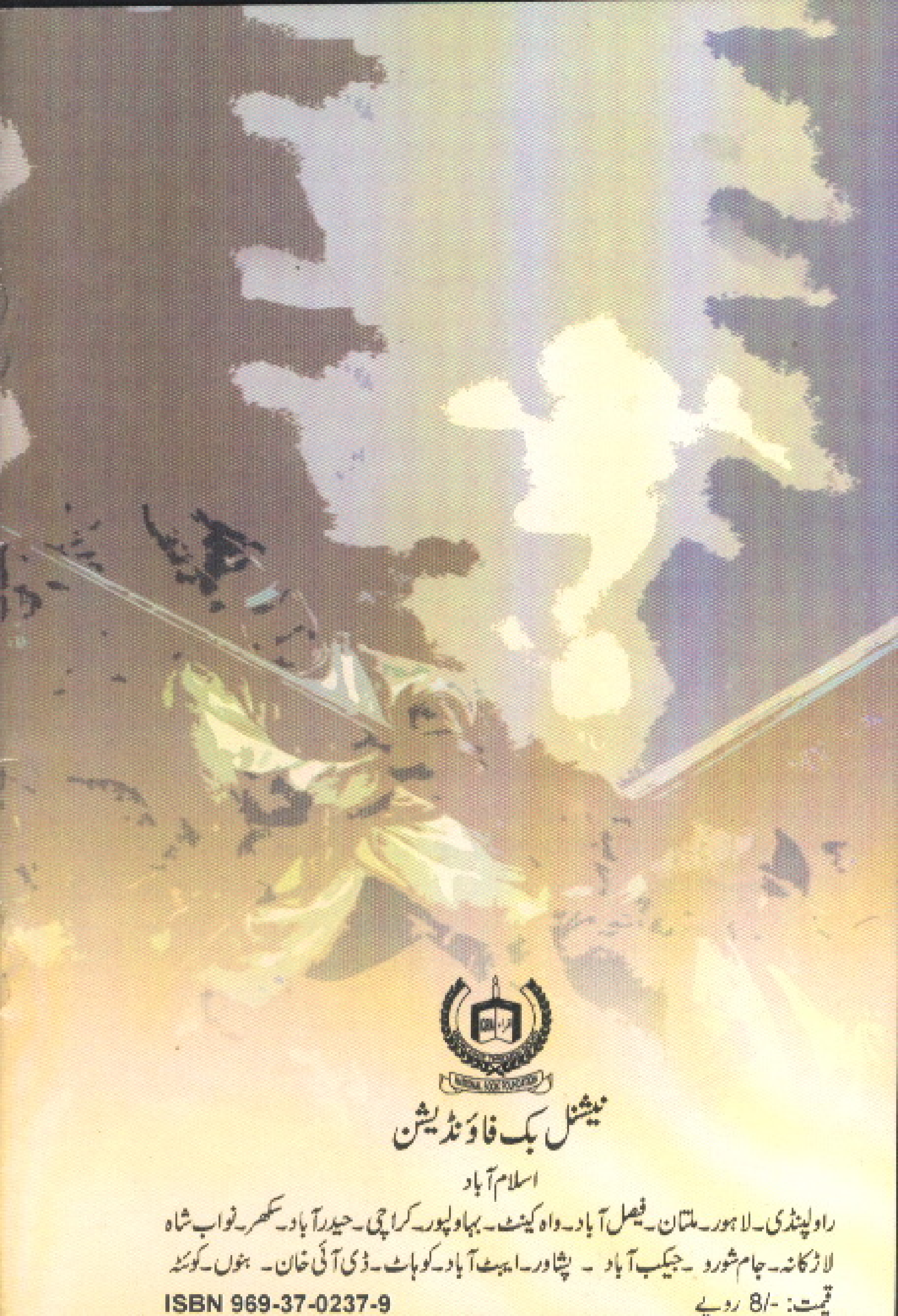
حضرت زبیرؓ کہنے لگے۔ میں نے کسی لالچ سے جرجیس کو قتل نہیں کیا۔ وہ اسلام کا دشمن تھا۔ اور اس کے ہاتھوں مسلمانوں نے بہت دکھ اٹھائے۔ اس لئے میں نے اسے قتل کر کے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اس کا اگر کوئی انعام ہے تو وہ مجھے اللہ کے ہاں سے ملے گا۔

---

[1] اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

یہ کہہ کر زبیرؓ اسی دن مدینہ روانہ ہو گئے۔ جرجیس کی بیٹی پر مسلمانوں کی خوبیوں کا ایسا اثر ہوا کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئی' اور اس کا بیاہ ایک اور مسلمان سردار سے کر دیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆



نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

راولپنڈی۔ لاہور۔ ملتان۔ فیصل آباد۔ واہ کینٹ۔ بہاولپور۔ کراچی۔ حیدرآباد۔ سکھر۔ نواب شاہ
لاڑکانہ۔ جام شورو۔ جیکب آباد۔ پشاور۔ ایبٹ آباد۔ کوہاٹ۔ ڈی آئی خان۔ بنوں۔ کوئٹہ

ISBN 969-37-0237-9

قیمت: -/8 روپے